حدیث نبوی علیہ الصلوۃ والسلام پر المسلسلات اور سلسلہ صحابہ میں النخبۃ اور علم اصول تفسیر میں الفوز الکبیر پڑھی

موصوف نے مجھ سے باقی فنون میں سے بھی جو کچھ کہ اس سے میسّر ہو سکا، پڑھا اور سنا، جیسے

فقہ حنفی میں الہدایۃ کے بعض حصّے، علم الکلام میں شرح المواقف کے بعض اجزا، علم اصول حدیث میں

النخبۃ اور اس کے مصنف کی شرح اور اسناد میں شیخ ابراہیم کردی مدنی کی کتاب الامم۔ اس نے مجھ سے

تصوف میں عوارف المعارف از اوّل تا آخر پڑھی۔ احیاء علوم الدین کے شروع کے بعض حصّے پڑھے اور

اس کے علاوہ اور بھی کتابیں پڑھیں جنہیں ان اوراق میں گنانا ممکن نہیں۔

مختصراً جو کچھ اس نے مجھ سے پڑھا یا مجھ سے سنا اور وہ سب جس کی کہ مجھ تک صحیح صحیح روایت پہنچی ہے۔ میں نے اسے پڑھانے کی اجازت دی۔ نیز میں نے اسے خرقۂ فقر پہنایا۔ کھجور[1] اور پانی سے اس کی ضیافت کی۔ اس سے معانقہ کیا اور اسے اشغال صوفیہ کی تلقین کی، جو اس نے مجھ سے اخذ کئے تھے۔ اور خرقۂ فقر پہنانے کی اجازت دی۔

میں اس کے حق میں، اللہ کے لئے، اللہ کے دین کے لئے، اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ مرد صالح ہے۔ دنیا سے اعراض کرنے والا اور نیک اعمال برابر کرنے والا ہے۔ اور اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حاصل کیا جائے۔ اور یہ جو ہم نے کہا ہے، اللہ اس کا نگہبان و وکیل ہے۔

میں نے اسے یہ بھی بتایا ہے کہ علمائے متاخرین میں یہ جو سات علماء ہیں، جن میں سے ہر ایک اسناد میں مستحکم مقام رکھتا ہے، میں نے ان سے ان کی مندرجہ ذیل کتابوں کی روایت کرنے کی اجازت لی ہے، اور اس کے لئے میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ یہ سات علماء یہ ہیں۔

الشیخ عیسیٰ المغربی اور ان کی کتاب مقالید الاسانید۔ اور ایک کتاب اور ہے۔ جس میں البابلی کی اسناد ہیں۔

---

[1] ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان فرمائی اور اس سے پہلے ان کو کھجور کھانے کو دی اور پانی پلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ضیافت کے متعلق تھی۔ (مترجم)

الشیخ ابراہیم کردی اور ان کی کتاب الامم۔ الحسن العجیمی کی کتاب الاسناد۔ محمد بن محمد بن سلیمان الردانی کی کتاب صلۃ الخلف الشیخ احمد النخلی کا رسالہ اور الشیخ عبداللہ البصری کا رسالہ

میں نے یہ سطور اوائل ۳، ۱۱ھ کے ماہ محرم کی اکیس تاریخ کو جمعہ کے دن لکھیں۔

راقم فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم، جسے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف ہے۔ دعا کرتا ہے کہ اس دنیا اور دوسری دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کا حامی و ناصر ہو، اور سب تعریف ہے اللہ کے لئے اوّل میں اور آخر میں اور ظاہراً و باطناً۔

تصوف میں ہمارا سلسلۂ صحبت اور طریقت و سلوک کے آداب میں ہمارے اخذِ علم کا واسطہ صحیح، مشہور اور متصل روایت کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جاتا ہے، گو تصوف کے ان مخصوص آداب اور اشغال کا تعین آپ سے ثابت نہیں۔ اس بندۂ ضعیف ولی اللہ نے خدا اسے مغفرت عطا کرے اور اسے اس کے پیش رو صالحین سے ملائے، اپنے والد شیخ اجلّ عبدالرحیم کی صحبت سے، اللہ ان سے راضی ہو، اور ان کو راضی رکھے، ایک طویل مدت تک فیض حاصل کیا۔ اور ان سے میں نے ظاہری علوم پڑھے اور طریقت کے آداب سیکھے.....

باقی رہی علوم ظاہری کی تحصیل، میں نے تفسیر حدیث فقہ عقائد نحو صرف کلام اصول اور منطق وغیرہ علوم اپنے والد سے پڑھے۔ انہوں نے ان علوم کی چھوٹی کتابیں تو اپنے بھائی ابوالرضا محمدؒ سے پڑھیں اور بڑی کتابیں امیر زاہد ہروی سے جو مشہور حواشی کے مصنف ہیں، پڑھیں۔ انہوں نے مرزا فاضل سے، انہوں نے ملّا یوسف کوسج سے، انہوں نے مرزا جان وغیرہ سے، انہوں نے مشہور محقق جلال الدین دوّانی سے، انہوں نے اپنے والد اسعد وغیرہ سے، اور انہوں نے علامہ تفتازانی اور علامہ شریف جرجانی کے شاگردوں سے پڑھا۔

حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، صحیح بخاری اور صحاح ستہ کی دوسری کتابوں کی اجازت ثقہ اور مستند عالم حاجی محمد افضل نے مجھے عطا فرمائی.....

(از القول الجمیل مصنفہ شاہ ولی اللہؒ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ

علامۃ الشام الشیخ محمد بہجۃ البیطار[1]

یہ میری حدِ وسعت سے باہر ہے کہ میں علامۃ المشرق امام احمد المعروف بہ ابن تیمیہ حرانی دمشقی کے علمی کمالات کا احاطہ کر سکوں۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے میں اپنے علم اور اصلاحی کوششوں کے ذریعہ تمام دنیا پر چھا گئے۔ ان کی اعلائے کلمۃ الحق اور جہاد کی دعوت سے کون و مکان گونج اٹھے۔ ان کے علوم قافلوں کے ذریعہ دور دور تک پہنچے اور ان کی عادات و شمائل اور ان کے اخلاق و اعمال کی خوشبو نے فضاؤں کو معطر کر دیا امام ابن تیمیہ کی بدولت دمشق کی سرزمین میں اصلاح کا ایک ایسا درخت لگا، جو آگے چل کر بڑا بارآور ہوا۔ اس کے آسمان سے درخشاں سنت کا وہ آفتاب ابھرا، جس نے سب کو روشن کر دیا اور اس دمشق کے اطراف میں ایک ایسی صدائے حق بلند ہوئی، جس سے بدعات و توہمات کے لشکر گھبرا اٹھے۔ اس وقت میرے پیش نظر اس عظیم نابغہ (جینیس) کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے، اسے پورے کا پورا بیان کرنا نہیں۔ میرا مقصد یہاں ان کی علمی خدمات کے انوار سے نور کی ایک شعاع اخذ کرنا ہے، جو ہمارے لئے علمی زندگی کی راہ روشن کر سکے۔

---

[1] علامۃ الشام الشیخ محمد بہجۃ البیطار۔ موصوف نے اس موضوع پر دمشق کے مجمع علمی عربی کے ہال میں لیکچر (محاضرہ) دیا تھا۔ پھر نظر ثانی اور اضافے کے بعد اپنی کتاب "حیاۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ" میں شامل کیا ہے۔ یہ مضمون اسی باب کا اردو میں خلاصہ ہے۔

(مدیر)

امام ابن تیمیہ ۶۶۱ھ دس ربیع الاول پیر کے دن حرّان[1] میں پیدا ہوئے۔ جب اس شہر پر تاتاریوں نے قبضہ کیا تو آپ کے والد محترم آپ کو اور آپ کے بھائیوں کو ساتھ لے کر دمشق آگئے۔ یہ ۶۶۷ھ کا واقعہ ہے۔ ابن تیمیہ نے فقہ اور اصول فقہ کی تحصیل اپنے والد سے کی۔ اس کے علاوہ دوسرے بہت سے علماء سے بھی استفادہ کیا۔ آپ نے عربی ادب ابن عبدالقوی سے پڑھا۔ پھر نحو میں کتاب سیبویہ پڑھی، اور اس کو خوب سمجھا۔ اور اس پر غور و خوض کیا۔ تحصیل حدیث کا اہتمام فرمایا اور صحاح ستہ اور مسند کئی بار اساتذہ سے سنی آپ قرآن کریم کی تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اصول فقہ، فرائض، حساب، جبر و مقابلہ اور دوسرے علوم میں پختہ ہوئے۔ کلام اور فلسفہ میں غور و خوض کیا۔ ان میں وہ خود ان کے اصحاب پر بازی لے گئے۔ اور ان کے جو بڑے اکابر تھے، ان کا رد کیا۔ ابھی آپ بیس سال کے بھی نہیں تھے فتوے اور درس دینے کے قابل ہوگئے اور علم حدیث میں عبور حاصل کر لیا۔ اور اتنی احادیث حفظ کیں کہ آپ کے بارے میں یہ کہا گیا کہ ہر وہ حدیث جسے ابن تیمیہ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و عنایت سے امام ابن تیمیہ کو مطالعہ کے لئے بہت سی کتابیں ملیں۔ اور انہیں جلد حفظ کرنے اور ادراک و فہم کی قوت بھی عطا ہوئی۔ آپ جس چیز کو ایک بار یاد کر لیتے، پھر وہ بھولتی نہیں تھی امام صاحب نے بہت سے علوم پر کثیر التعداد کتابیں لکھیں۔ تفسیر، فقہ، اصول فقہ، حدیث، کلام اور ارباب بدعات کی تردید، ان سب علوم پر آپ کی تصنیفات ہیں۔ آپ کے مفصل فتاویٰ ہیں، جن میں مشکل مسائل کے حل پیش کئے گئے ہیں۔ حافظ الذہبی کا بیان ہے کہ امام صاحب کی تصانیف کی مجموعی تعداد پانچسو تک پہنچتی ہے آپ ہی کا کہنا ہے کہ امام صاحب کی نشو و نما نیکی و پرہیزگاری اور خدا پرستی و عبادت کی فضا میں ہوئی۔ آپ کا کھانا اور لباس بڑا سادہ ہوتا تھا۔ آپ کم عمر ہی تھے کہ مدارس اور مجالس میں شریک ہوتے۔ بڑوں سے مناظرے کرتے اور انہیں لاجواب کر دیتے۔ اور اس بارے میں آپ سے ایسی باتوں کا اظہار ہوتا کہ شہر میں جو بڑے بڑے اہل علم تھے، وہ حیران رہ جاتے۔ آپ انیس سال یا اس سے بھی

---

[1] شمالی عراق میں موصل سے مشرق کی طرف حرّان واقع ہے۔

کم کے تھے کہ آپ نے فتوے دینے شروع کردیئے۔ اور اسی عمر میں آپ نے ترتیب و تالیف کے کام کا بھی آغاز کردیا۔ آپ کی اکیس سال کی عمر تھی کہ آپ کے والد محترم کا' جو ممتاز حنبلی ائمہ میں سے تھے انتقال ہوگیا۔ آپ ان کے جانشین ہوئے، اور ان کے فرائض منصبی ادا کرنے لگے۔ اسی وقت سے آپ کا شہرہ بلند ہونا شروع ہوگیا اور دور دور تک آپ کا نام پہنچا،

امام ابن تیمیہ کے مناقب کے بیان میں بہت سے جلیل القدر علماء نے کتابیں لکھی ہیں۔ حافظ المزی کا قول ہے کہ نہ میں نے امام ابن تیمیہ کی مثل کوئی دیکھا' نہ انہوں ہی نے اپنی مثل کوئی دیکھا تھا۔ اور نہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت کا زیادہ عالم اور ان سے زیادہ ان کی اطاعت کرنے والا پایا۔ قاضی ابو الفتح بن دقیق العید کہتے ہیں کہ جب میں ابن تیمیہ سے ملا تو میں نے انہیں ایک ایسا آدمی پایا کہ سب علوم اس کی نظروں کے سامنے ہیں وہ ان میں سے جو علم چاہتا ہے' لے لیتا ہے' اور جسے چاہتا ہے' چھوڑ دیتا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے خیال میں اللہ تعالےٰ مشکل ہی سے آپ جیسا پیدا کرے گا۔ شیخ ابراہیم الرقی کا قول ہے کہ تقی الدین (ابن تیمیہ) وہ بزرگ ہیں کہ ان سے استفادہ کیا جاتا ہے اور علوم میں ان کی تقلید ہوتی ہے۔ اگر ان کی عمر لمبی ہوتی تو وہ اپنے علم سے دنیا کو بھر دیتے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ حق پر تھے اور یہ ضروری تھا کہ لوگ ان کی مخالفت کرتے۔۔ کیونکہ علم نبوت کے وارث تھے قاضی القضاۃ ابن الحسیری کہتے ہیں کہ اگر ابن تیمیہ شیخ الاسلام نہیں' تو پھر کون شیخ الاسلام ہو سکتا ہے آپ کے بارے میں علمائے نحو کے شیخ ابو حیان کا قول ہے کہ جب میں ان سے ملا تو میں نے پایا کہ ان جیسا شخص میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی تعریف میں شیخ ابو حیان کے اشعار بھی ہیں۔

الحافظ زملکانی امام ابن تیمیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ آپ کو تصنیف و تالیف اور بیان و ترتیب میں حسن آفرینی کا ملکہ عطا ہوا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے علوم یوں نرم کئے' جیسے اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے' لوہا نرم کردیا تھا۔ جب آپ سے ایک علم کے کسی خاص فن کے بارے میں پوچھا جاتا۔ اور آپ اس کا جواب دیتے تو دیکھنے والا اور سننے والا یوں محسوس کرتا کہ گویا آپ اس فن کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں اور وہ اس فیصلے پر پہنچتا کہ اس فن میں ان جیسا عالم کوئی نہیں۔ عماد الدین ابو العباس احمد بن ابراہیم الواسطی

آپ کے متعلق لکھتا ہے :- آپ خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ ائمہ کے نمونہ تھے۔ جن کی کہ سیرت کے نقوش دلوں سے محو ہو گئے تھے اور امت ان کے طریقے بھول گئی تھی۔ چنانچہ آپ انہی کے مٹے ہوئے راستے پر چلنے والے اور انہی کے اصول و قواعد کے محافظ تھے۔

قاضی القضاۃ ابوالحسن السبکی کا امام ابن تیمیہ کے بارے میں حافظ الذھبی کے نام ایک خط ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں :- باقی شیخ کے متعلق آپ کا قول۔ تو جہاں تک اس خاکسار کا تعلق ہے، وہ ان کی قدر و منزلت کی بڑائی، ان کے بحرِ علم کی گہرائی، علوم شرعی و عقلی میں ان کی وسعت، ان کی غیر معمولی ذہانت اور اجتہاد اور ان سب چیزوں میں ان کا اس مقام تک پہنچنا جس کا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا، ان سب کا معترف ہے۔ اور یہ خاکسار ہمیشہ یہ کہتا رہا ہے میرے دل میں ان کی عزت اس سے بھی زیادہ ہے کیونکہ ان اوصاف کے علاوہ اللہ تعالٰی نے انہیں تقویٰ و پرہیز گاری، زہد اور دین داری، حق کی حمایت اور صرف حق کی خاطر اس کو قائم کرنا۔ ان خوبیوں سے بھی سرفراز فرمایا۔ نیز وہ سلف کے طریقوں پر چلنے والے تھے۔ اور ان سے انہیں حصہ وافر ملا تھا۔ ان جیسا اس زمانے میں بلکہ دوسرے زمانوں کا بھی شاذ و نادر ہی ہوگا۔

ابن فضل اللہ العمری کہتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ کے پاس ہر سال بکثرت روپیہ آتا تھا۔ اور وہ سب کا سب حاجت مندوں پر صرف کر دیتے تھے اس ضمن میں ایک اور روایت ہے ایک ثقہ شخص بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن امام ابن تیمیہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے دیکھا کہ اس کو عمامے کی ضرورت ہے، آپ نے بغیر اس کے سوال کے، اپنا عمامہ سر سے اتارا۔ اس کے دو حصے کئے ایک حصہ اسے دے دیا اور ایک خود باندھ لیا۔ اور مجلس میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان کی وجہ سے جھجکے نہیں۔ ایک اور ثقہ شخص کی روایت ہے کہ امام صاحب شہر کی ایک گلی میں سے گزر رہے تھے کہ ایک فقیر نے ان سے سوال کر دیا۔ امام صاحب نے محسوس کیا کہ وہ واقعی حاجت مند ہے، آپ کے پاس اس وقت کچھ نہیں تھا۔ آپ نے اپنے جسم سے ایک کپڑا اتارا، اسے دے دیا اور کہا کہ جاؤ اسے بازار میں بیچ لو۔ ساتھ ہی معذرت کی کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں۔

امام صاحب بڑے بہادر اور نڈر تھے۔ تاتاریوں کے سلطان قازان کے ساتھ آپ کی ملاقات کا

مشہور واقعہ ہے۔ الکواکب الدریہ میں شیخ کمال الدین کی زبانی بیان کیا گیا ہے کہ میں اس موقع پر شیخ کے ساتھ تھا آپ نے عدل کے متعلق سلطان کو آیات قرآنی اور احادیث نبوی سنانی شروع کیں۔ آپ بڑی بلند آواز سے بول رہے تھے اور باتیں کرتے کرتے سلطان کے نزدیک ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ آپ کے گھٹنے سلطان کے گھٹنوں کو چھونے والے تھے۔ اس دوران میں سلطان پوری طرح آپ کی طرف متوجہ تھا۔ اور جو کچھ آپ کہتے تھے، اسے سن رہا تھا۔ اس کی نظریں آپ کی طرف تھیں اور آپ سے ہٹتی نہیں تھیں۔ سلطان کے دل میں اللہ تعالےٰ نے شیخ کی جو محبت اور ہیبت ڈال دی تھی۔ اس کی وجہ سے وہ پوچھنے لگا کہ یہ شیخ کون ہے میں نے اس جیسا اور اس سے بڑھ کر مضبوط دل والا کوئی نہیں دیکھا۔ نہ اس سے زیادہ کسی کی باتوں نے میرے دل پر اثر ڈالا ہے اور نہ میں نے اپنے آپ کو اس سے بڑھ کر کسی کا فرمانبردار و مطیع پایا ہے۔ چنانچہ سلطان کو آپ کے اور آپ کے علم و عمل کے بارے میں بتایا گیا۔ شیخ نے ترجمان سے کہا کہ سلطان قازان سے کہو کہ تم اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہو۔ اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھ قاضی، امام، شیخ اور موذن ہیں۔ اور اس کے باوجود تم نے ہم پر حملہ کیا۔ تمہارا باپ اور تمہارا دادا دونوں کافر تھے۔ لیکن انہوں نے وہ نہیں کیا، جو تم نے کیا، انہوں نے عہد کیا، اور اسے نبھایا تم نے عہد کیا اور اس کی خلاف ورزی کی اور جو کچھ کہا، اسے پورا نہیں کیا۔ شیخ یہ سب کچھ کہہ کر سلطان کے ہاں سے بڑی عزت و احترام سے لوٹے اور ان کی وجہ سے ہی مسلمان قیدی رہا ہوئے۔ شیخ فرمایا کرتے تھے :۔ اللہ کے سوا دوسروں سے وہی ڈرتا ہے جس کے دل میں مرض ہوتا ہے۔

قاضی القضاۃ ابوالعباس بیان کرتے ہیں کہ جب وہ سب سلطان قازان کی مجلس میں پہنچے، تو ان کے سامنے کھانا چنا گیا۔ ابن تیمیہ کے سوا سب نے کھانا کھایا۔ سلطان نے پوچھا آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے آپ نے کہا کہ میں تمہارا کھانا کیسے کھاؤں جب کہ یہ سب کچھ تم نے لوگوں کا لوٹا ہے۔ اس کے بعد سلطان نے آپ سے دعا کرنے کے لئے کہا۔ آپ نے دعا کی اور کہا :۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ اس لئے لڑا ہے کہ تیرا نام بلند ہو اور اس نے تیری راہ میں جہاد کیا ہے تو اس کی مدد کر اور اسے کامیاب بنا۔ اور اگر یہ ملک، دنیا اور کثرت مال کے لئے لڑا ہے، تو اس سے نمٹ۔

الکتبی نے امام کی شجاعت کا ایک اور واقعہ بیان کیا ہے۔ کسی شخص نے آپ سے ایک حاکم قطلوبک کی

شکایت کی کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ یہ قطلوبک بڑا جابر تھا۔ لوگوں کے مال زبردستی لے لیا کرتا تھا اور اس کے ظلم و ستم کی بڑی حکایتیں تھیں۔ شیخ اس قطلوبک کے پاس گئے اور اس معاملے میں اس سے بات کی۔ قطلوبک نے کہا۔ میں تو خود آپ کے پاس آنا چاہتا تھا۔ کیونکہ آپ بڑے عالم اور زاہد ہیں۔ یہ بات اس نے دراصل تمسخر کے انداز میں کہی تھی۔ اس پر امام صاحب نے کہا۔ حضرت موسیٰؑ مجھ سے بہتر تھے اور فرعون تم سے زیادہ سرکش تھا۔ اس کے باوجود حضرت موسیٰ دن میں تین بار اس کے دروازے پر جایا کرتے تھے اور اس کے سامنے اسلام پیش کرتے تھے۔

ایک دفعہ جب امام صاحب نے تاتاریوں کو مسلمان قیدی رہا کرنے کو کہا، تو انہوں نے انہیں تو رہا کردیا، لیکن جو شام و فلسطین سے انہوں نے عیسائی اور یہودی قیدی گرفتار کئے تھے، انہیں رہا نہ کیا، آپ نے کہا کہ یہ عیسائی اور یہودی ہمارے اہل ذمہ ہیں۔ اور تمہیں مسلمان قیدیوں کے ساتھ انہیں بھی رہا کرنا ہوگا۔ چنانچہ امام صاحب نے انہیں بھی رہا کرا لیا۔

امام صاحب کی شجاعت کا ایک اور واقعہ ہے جو "الکواکب الدریہ" میں بیان کیا گیا ہے۔ مصر و شام کے فرمانروا ملک ناصر سے آپ کے خلاف چغلیاں کی گئیں۔ چنانچہ اس نے آپ کو اپنے پاس بلوایا اور من جملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کی بہت سے لوگوں نے اطاعت کرلی ہے اور آپ کے دل میں ملک پر قبضہ کرنے کا خیال ہے آپ نے یہ سنا تو اس پر کسی تردد کا اظہار نہیں کیا اور بڑے اطمینان اور سکون قلب سے کہا اور اتنی بلند آواز سے کہا کہ مجلس میں جو لوگ بیٹھے تھے، انہوں نے بھی سن لیا۔ کیا میں یہ کروں گا؟ خدا کی قسم میرے نزدیک تیرے اور تیرے ساتھ مغلوں کے ملک دونوں کی ایک پیسے کی بھی حیثیت نہیں۔ اس پر سلطان مسکرایا۔ اللہ تعالےٰ نے امام صاحب کی اس کے دل میں اتنی ہیبت ڈال دی تھی کہ وہ کہنے لگا: بے شک آپ سچ کہتے ہیں اور جس شخص نے آپ کے خلاف میرے پاس چغلی کی ہے، وہ جھوٹا ہے۔ غرض ملک ناصر کے دل میں امام صاحب کے لئے دینی محبت راسخ ہوگئی۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کے پاس امام صاحب کے خلاف اتنی زیادہ باتیں پہنچائی گئی تھیں کہ وہ کبھی کا آپ کے خلاف اقدام کرچکا ہوتا۔

شیخ مرعی الکواکب میں لکھتے ہیں۔ اس دنیا میں ارباب فضل و دین میں سے کوئی ہی ہوگا جو امتحان و ابتلاء سے

محفوظ رہا ہو۔ اور یہ اس لئے کہ ایسا شخص لوگوں سے دنیاداری نہیں کرتا اور نہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔ سفیان ثوریؒ کا قول ہے جب تم کسی شخص کو پاؤ کہ اس کے ہمسائے اس کی تعریف کرتے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ مداہنت کرنے والا ہے۔ شیخ مرعی کہتے ہیں :۔ ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد اور بخاری جیسے ائمہ کو جن ابتلاؤں سے دوچار ہونا پڑا، وہ معلوم و مشہور ہیں اور ہم ان کو بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ابتلاؤں سے گزرنا پڑا۔ بہت سے لوگوں نے اس میں حصہ لیا۔ اور ان پر بدعات اور تجسیم کا الزام لگایا۔ حالانکہ وہ اس سے بری تھے سب سے پہلی ابتلا تو اس سوال کے جواب میں پیش آئی، جو حماۃ شہر سے آیا تھا۔ اور جسے العقیدہ الحمویہ الکبریٰ[1] کا نام دیا جاتا ہے۔ آپ نے اپنے جواب میں مذہب متکلمین پر سخت تنقید کی تھی۔ اور مذہب سلف کو ترجیح دی تھی۔ اس ضمن میں آپ نے لکھا :۔ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ سلف کا طریقہ بغیر غور و فکر کے محض قرآن و حدیث کے الفاظ پر ایمان لانا تھا، جیسا کہ ان پڑھوں (امیین) کا طریقہ ہے اور خلف کا طریقہ یہ ہے کہ تشبیہ و استعارہ اور نامانوس الفاظ کی تاویل کر کے نصوص سے معانی کا استخراج کیا جائے۔ اس طرح گمان کرنا بالکل غلط ہے اور یہ اس اعتقاد کا نتیجہ ہے کہ جس طرح عوام میں بھلے لوگ ہوتے ہیں، اسی طرح ہمارے ان پڑھ سلف تھے۔ وہ اللہ کے بارے میں علمی حقائق تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے تھے اور نہ وہ علم الہیات کی باریکیوں کو سمجھتے تھے۔ اس کے برعکس خلف فاضل لوگ ہیں اور انہوں نے ان سب امور میں کمال حاصل کیا ہے" امام صاحب نے اس غلط نقطہ نظر کی سخت مذمت کی اور اس کے اصحاب کی گمراہیاں واضح فرمائیں۔ اور بتایا کہ وہ خود کس اضطراب و تشویش میں زندگی گزارتے تھے۔

---

[1] اس سوال میں دریافت کیا گیا تھا کہ صفات و اعضاء و جوارح خداوندی اور عرش وغیرہ کے متعلق جتنی آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں، ان کے ظاہری معنی لئے جائیں گے یا ان کی تاویل کی جائے گی ۔۔۔۔ (آپ نے جواب میں کتاب و سنت ہی کے الفاظ کی پابندی کی اور آیتوں اور حدیثوں کے الفاظ میں تاویل اور ردّ و بدل کرنے کو بالکل ناجائز قرار دیا۔ (الامام ابن تیمیہ۔ مولانا محمد یوسف کوکن) از مترجم